

تفصیل دیکھیے

17

زمان آکھوں اور جسم کے
دیگر اعضاء کو گناہوں کے
نجات کی ترغیب
دے دے انسان

امیر اہلسنت اشوبلال
حضرت مولانا

پنجاب الیام عطار قادری رضوی
کے بیان کا تحریری اگلد مستند

پیشکش

مشہور زادہ عطار
عابدی احمد رضا قادری رضوی



ایمان برقرار رکھیں، اپنی مریضی، مادی کمائی، فحش، قمار، شراب، 91-90 • 4821589

شہید مسیح جگنادر دھرم راج، جوت، 2203511 • 2314945
FAX : 2301479

Email : maktaba@darulislami.net
www.darulislami.net

مکتبۃ الدین

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ ط

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ط بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ط

قفلِ مدینہ

شیطن لاکھ سُستی دلائلے امیرِ اہلسنت کا یہ بیان مکمل پڑھ لیجئے اِنْ شَاءَ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ

آر اپنے دل میں مَدَنی انقلاب برپا ہوتا محسوس فرمائیں ہے۔

قبر میں امداد

حضرت سیدنا شیخ ابو بکر شبلی رضی اللہ عنہ (جو سرکارِ بغداد حضورِ غوثِ پاک رضی اللہ عنہ کے مشائخ میں سے ہیں) فرماتے ہیں، ”میں نے اپنے ایک پڑوسی کو انتقال کے بعد خواب میں دیکھ کر پوچھا، ”مَا فَعَلَ اللَّهُ بِكَ؟“ یعنی اللہ عزوجل نے تیرے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟ کہنے لگا، عالیجاہ! نہایت ہی خوفناک حالات سے دوچار ہوا اور خصوصاً مُنْكَرِ نَکِیْر کے سوالات کے جوابات کے وقت میں گھبرا گیا مجھے یہ خوف لاحق ہوا کہ کیا میرا خاتمہ ایمان پر نہیں ہوا! یکا یک آواز گونج اٹھی، ”دنیا میں زبان کا صحیح استعمال نہ کرنے کے سبب تجھ پر یہ مصیبت نازل ہو رہی ہے۔“ اب فرشتے عذاب دینے کے لئے آگے بڑھے۔ اتنے میں ایک مُعْطَرِ مُعْطَر اور حُسن و جمال کے پیکر بزرگ میرے اور فرشتگانِ عذاب کے درمیان حائل ہو گئے۔ انہوں نے نَکِیْرِیْن کے سوالات کے جوابات دینے میں میری مدد کی، یوں میں عذاب سے بچ گیا۔ میں نے اپنے محسن کا شکریہ ادا کرتے ہوئے اُن سے عرض کیا، اللہ عزوجل آپ پر رحمت فرمائے، آپ کون ہیں؟ فرمایا، ”میں تیری کثرتِ دُرُود کی بَرَکت سے پیدا ہوا ہوں، مجھے قبر و حشر کے ہر مشکل مقام پر تیری مدد کرنے پر مامور کیا گیا ہے۔“

(القول البدیع ص ۱۲۷ مطبوعہ دار الکتب العربی بیروت)

صَلَّى اللَّهُ عَلَى مُحَمَّدٍ

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب!

حضرت سیدنا کعبؓ الخبار رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت سیدنا موسیٰ کلیم اللہ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں ایک مرتبہ قحط پڑا، لوگوں نے حضرت سیدنا موسیٰ کلیم اللہ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں درخواست کی کہ حضور! دُعا فرمائیے تاکہ بارش ہو۔ سیدنا موسیٰ کلیم اللہ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ میرے ساتھ پہاڑ پر چلو۔ سب لوگ ساتھ چل پڑے تو آپ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے اعلان فرمایا، ”میرے ساتھ کوئی ایسا شخص نہ آئے جس نے کوئی گناہ کیا ہو۔ یہ سن کر سارے لوگ واپس چلے گئے صرف ایک آنکھ والا شخص ساتھ چلتا رہا۔“ حضرت موسیٰ کلیم اللہ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا، کہا تم نے میری بات نہیں سنی؟ عرض کیا، سنی ہے۔ فرمانے لگے، کیا تم بالکل بے گناہ ہو؟ عرض کی، حضور! مجھے اپنا کوئی گناہ یاد نہیں، البتہ ایک گناہ کا تذکرہ کرتا ہوں، اب وہ گناہ باقی ہے یا نہیں اس کا فیصلہ آپ ہی فرمائیں گے۔ فرمایا، وہ کیا؟ عرض کی، ایک دن میں نے گزرگاہ پر کسی کے مکان میں ایک آنکھ سے جھانکا تو کوئی کھڑا تھا کسی کے گھر میں اس طرح جھانکنے کا مجھے بہت قلق ہوا میں خوفِ خدا عزوجل سے لرز اٹھا، مجھ پر غدا امتِ غالب آئی اور جس آنکھ نے جھانکا تھا اُس کو نکال کر پھینک دیا! اگر میرا وہ عمل گناہ ہے تو مجھے آپ فرمادیجئے میں بھی چلا جاتا ہوں۔ حضرت سیدنا موسیٰ کلیم اللہ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام اس کی بات سے بہت خوش ہوئے اور فرمایا ساتھ چلو، اب ہم دُعا کرتے ہیں، چٹانچہ دعا مانگی، ”اے قدوس عزوجل! اے قدوس عزوجل! تیرا خزانہ کبھی ختم نہیں ہوتا اور بخل تیری صفت نہیں اپنے فضل و کرم سے ہم پر پانی برسا دے۔“ فوراً بارش شروع ہو گئی اور دونوں حضرات بھگتے ہوئے پہاڑ سے واپس تشریف لے آئے۔ (بزمِ اولیاء ص ۵۲۵)

میرے پیارے پیارے اور میٹھے میٹھے اسلام بھائیو! اس حکایت میں بہت سے مدنی پھول ملے مثلاً اجتماعی طور پر دُعا کرنا یہ انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی سنت ہے یہ الگ بات ہے کہ گناہ کرنے والوں کو بھیج دیا گیا اس میں یہ اشارہ ہے کہ گناہ قبولیتِ دُعا میں رکاوٹ ہیں۔ کسی کے گھر میں قصداً جھانکنا گناہ ہے۔ ہاں! اگر دروازہ پہلے ہی سے کھلا ہوا اور بے اختیار کسی کی نظر پڑ گئی تو گناہ نہیں۔ افسوس! اب اس اثر کی طرف اکثر مسلمانوں کی توجہ ہی نہیں لوگ گھروں کے دروازوں میں بلا جھجک جھانکتے ہیں، حتیٰ کہ دروازہ کھلا نہ ہو تو اچک اچک کر جھانکتے ہیں، دراڑ میں سے جھانکتے ہیں، کھڑکی میں سے جھانکتے ہیں، پردہ ہٹا کر جھانکتے ہیں اور اس بات کی مطلقاً پرواہ نہیں کرتے کہ کسی کے گھر میں بلا اجازت شرعی جان بوجھ کر جھانکنا گناہ ہے چٹانچہ

جہانکنے والے کی آنکھ صاحب خانہ پھوڑ دیے.....

حضرت سیدنا ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور تاجدارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ”جس نے اجازت ملنے سے پہلے ہی پردہ ہٹا کر مکان کے اندر نظر کی اُس نے ایسا کام کیا جو اُس کے لئے حلال نہ تھا اور اگر کسی نے اُس کی آنکھ پھوڑ دی تو اس (آنکھ پھوڑنے والے) پر کچھ بھی نہیں اور اگر کوئی ایسے دروازے پر گیا جس پر پردہ نہیں اور اُس کی نظر (بلا قصد) گھر والے کی عورت پر پڑ گئی تو اُس کی خطا نہیں (بلکہ خطا) گھر والوں کی ہے۔ (ترمذی شریف، رقم الحدیث ۲۷۱۶ ج ۴ ص ۳۲۴ مطبوعہ دار الفکر بیروت)

شرمندگی توبہ ہے

پیش کردہ حکایت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ گناہ پر غدامت بہت اہمیت رکھتی ہے۔ حدیثِ پاک میں ہے، **النَّدَمُ تَوْبَةٌ** یعنی ”شرمندگی توبہ ہے“ (ابن ماجہ رقم الحدیث ۴۲۵۲ ج ۴ ص ۴۹۲ مطبوعہ دار المعرفہ بیروت) سیدنا موسیٰ کلیم اللہ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے اہمتی کی کسی کے گھر میں کسی پر نظر پڑی تو ان کو سخت غدامت ہوئی کہ میں نے کسی کے گھر میں جھانکا ہی کیوں؟ اور پھر جس آنکھ نے جھانکا تھا اس آنکھ کو ہی نکال کر پھینک دیا آہ! ہم دن میں بیسوں، سینکڑوں، ہزاروں گناہ کرتے ہیں مگر غدامت تو گناہ میں اس کا احساس تک نہیں ہوتا۔

کوئی ہفتہ، کوئی دن یا کوئی گھنٹہ مرا بلکہ	کوئی لمحہ گناہوں سے نہیں خالی ہوگا
غدامت سے گناہوں کا ازالہ کچھ تو ہو جاتا	ہمیں رونا بھی تو آتا نہیں ہائے! غدامت سے

آنکھیں نیچی رکھنے کی عادت بنائیں

میٹھ میٹھ اسلام بھائیو ! آنکھوں کی حفاظت انتہائی ضروری امر ہے۔ کیوں کہ آنکھیں بہت سارے گناہ کرواتی ہیں۔ بد قسمتی سے آج اس کی طرف ہماری بالکل توجہ نہیں۔ ہماری آنکھیں ہر وقت، ہر طرف دیکھتی رہتی ہیں۔ کاش! ہم نیچی نگاہیں رکھنے کی سعادت حاصل کرتے۔ سنو سنو! قرآن پاک میں اللہ تبارک و تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:-

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا اَفْوَاجَهُمْ ؕ ذٰلِكَ اِزْىٰى لَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ

خَبِيْرٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ ؕ وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ

فُرُوْجَهُنَّ لَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا

میرے آقائے نعمت، اعلیٰ حضرت امام اہلسنت، عظیم البرکت، عظیم المرتبت، پروانہ شمع رسالت، مجدد دین و ملت، پیر طریقت، عالم شریعت، باعث خیر و برکت احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن اپنے شہرہ آفاق ترجمہ قرآن کنزالایمان میں اس کا ترجمہ یوں کرتے ہیں: ”مسلمان مردوں کو حکم دوا اپنی نگاہیں کچھ نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں یہ ان کیلئے بہت سُخرا ہے بیشک اللہ عز وجل کو ان کے کاموں کی خبر ہے اور مسلمان عورتوں کو حکم دوا اپنی نگاہیں کچھ نیچی رکھیں اور اپنی پارسائی کی حفاظت کریں اور اپنا بناؤ نہ دکھائیں مگر جتنا خود ہی ظاہر ہے۔“

آنکو کیا کیا دیکھ رہی ہے

میرے پیارے پیارے اور میٹھ میٹھ اسلام بھائیو ! نگاہیں کچھ نیچی رکھنے کی قرآن پاک میں تعلیم دی جا رہی ہے۔ اس حکم قرآنی پر غور کیجئے اور اپنے اعمال کا محاسبہ کیجئے۔ ہائے افسوس! آج آنکھیں معاذ اللہ عز وجل اجنبیہ عورتوں کو بھی دیکھتی ہیں، شہوت کے ساتھ مردوں کو بھی دیکھتی ہیں، بلا جھجک لوگوں کے کھلے ہوئے گھٹنے اور رانیں بھی دیکھتے ہیں، مرد کی آنکھیں عورتوں اور عورتوں کی آنکھیں مردوں کی تصاویر بھی دیکھتی ہیں بلکہ ٹی۔وی اور وی۔سی۔آر پر فلمیں ڈرامے اور فحش مناظر بھی دیکھتے ہیں، ٹی۔وی اور وی۔سی۔آر ان آیات قرآنی پر عمل کے معاملے میں بہت بڑی رکاوٹ ہیں۔ ٹی۔وی اور وی۔سی۔آر کے سبب مسلمانوں کے اکثر گھر سینما گھر بن کر رہ گئے! کیا کیا دیکھا جا رہا ہے ذرا غور تو کیجئے۔

حضرت سیدنا داؤد علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی مبارک نظر کسی ایسی چیز پر پڑ گئی جسے نہیں دیکھنا چاہئے تھا حالانکہ ایسا بلا قصد ہوا تھا کیوں کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام معصوم ہیں مگر اس کی ندامت میں آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام تین سو سال تک روتے رہے۔

حضرت سیدنا شعیب علیہ السلام کا خوفِ خدا عزوجل

حضرت سیدنا شعیب علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام خوفِ خدا عزوجل سے اتنا روتے، اتنا روتے تھے کہ ان کی اکثر بیٹائی رخصت ہو گئی۔ لوگوں نے عرض کیا، یا نبی اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ اتنا کیوں روئے کہ آپ کی اکثر بیٹائی جاتی رہی؟ ارشاد فرمایا، دو چیزوں کے سبب، (۱) کہیں ایسی چیز پر نظر نہ پڑ جائے جس کو شریعت نے دیکھنے سے منع فرمایا ہے۔ (۲) جو آنکھیں رب عزوجل کا جلوہ دیکھنا چاہتی ہیں میں نہیں چاہتا کہ وہ کسی اور چیز کو بھی دیکھیں لہذا میں نے مناسب خیال کیا کہ نابینا کی طرح ہو جاؤں اور جب قیامت میں میری آنکھ کھلے تو فوراً نظر میرے رب عزوجل کو دیکھے۔

پتا نہ چلے اس کے بعد حضرت سیدنا شعیب علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام ساٹھ سال تک حیاتِ ظاہری کے ساتھ مصحف رہے لیکن کسی نے ان کو آنکھ کھولنے نہیں دیکھا۔ (اسرار الاولیاء (مترجم) ص ۱۰۵)

دل یاد لئی بنایا اے تعریف لئے زباں اکھیاں بنایاں سو نہڑے دے دیدار واسطے

۴۵ سال آنکھیں بند

حضرت سیدنا داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ کو کسی نے دیکھا کہ اپنے آستانے سے آنکھیں بند کئے باہر تشریف لائے تو عرض کیا حضور! خیریت تو ہے آنکھیں کیوں بند ہیں؟ ارشاد فرمایا، پینتالیس سال ہو گئے ہیں میں نے آنکھیں نہیں کھولیں۔ میں جس سے محبت کرتا ہوں میری آرزو ہے فقط اُسی رب عزوجل کو دیکھوں، مجھے یہ عجیب سا لگتا ہے کہ محبت تو اللہ عزوجل سے کروں اور دیکھوں کسی اور کی طرف۔ اس لئے میں آنکھیں بند ہی رکھتا ہوں۔

۴۰ سال تک آنکھوں پر پٹی

حضرت سیدنا شیخ شہاب الدین سہروردی رضی اللہ عنہ کے بارے میں منقول ہے کہ وہ چالیس سال تک اپنی آنکھوں پر پٹی باندھے رہے تاکہ نگاہوں کی حفاظت ہو۔ (دالحت القلوب (مترجم) ص ۵۹)

ادھر ادھر دیکھنے کا بھی حساب ہے

سیدے پیارے پیارے اور میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ہمارے بزرگانِ دین رحمہم اللہ تعالیٰ عبادت گزار اور پرہیزگار ہونے کے باوجود آنکھوں کے معاملے میں اس قدر ڈرتے اور اتنی سختی سے آنکھوں کا قفلِ مدینہ لگاتے تھے اور ایک ہم ہیں کہ اپنی آنکھوں کا بالکل خیال ہی نہیں رکھتے یعنی نظر کے بارے میں قیامت کے دن پوچھا جائے گا، اس کا ہمیں کوئی احساس ہی نہیں۔ آنکھوں کو حرام کے ساتھ ساتھ فضول نگاہی سے بچانا چاہئے۔ ہر وہ کام فضول ہے جس میں نہ دین کا فائدہ ہے اور نہ دنیا کا۔ بلا ضرورت ادھر ادھر دیکھنا پریشان نظری کہلاتا ہے اور یہ بھی فضول نگاہی ہے۔ بزرگانِ دین رحمہم اللہ تعالیٰ تو فرماتے ہیں کہ نظروں کو قید رکھو ان کو مباح (یعنی جائز) مناظر (مثلاً لہلہاتے کھیت، خوشنما باغات، پہاڑ، چشمے وغیرہ) بھی مت دکھاؤ کہ اگر تم اپنی آنکھوں کو مباح مناظر دکھاؤ گے تو کل یہ ناجائز کی طرف بھی اُنٹھیں گی لہذا ابھی سے انکار راستہ بند کر دو یعنی انہیں جائز مناظر Scenery بھی مت دکھاؤ۔

جائز منظر دیکھنے کی فراموشی

حضرت سیدنا امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ ”کیمیائے سعادت“ میں نقل فرماتے ہیں، حضرت سیدنا حسان بن سنان رضی اللہ عنہ کہیں تشریف لے جا رہے تھے کہ ایک جگہ بہت ہی خوبصورت منظر دکھائی دیا، (جیسا کہ ہمارے یہاں سڑکوں، پتوں پر بڑے بڑے فنِ تعمیر کے نمونے (Models of Architect) بنے ہوتے ہیں) آپ وہاں کھڑے ہو گئے اور پوچھے لگے کہ یہ کس نے تیار کیا ہے؟ مگر فوراً اپنی اس غلطی کا احساس ہو گیا کہ یہ میں نے کیوں پوچھا؟ اپنے نفس سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا تجھے اس سے کوئی واسطہ یا تعلق بھی ہے؟ جو خواہ مخواہ یہ فضول سوال کر ڈالا؟ اس منظر کے بارے میں معلومات کی تجھے کیوں سوجھی؟ اب اپنی سزا بھی سن لے! تیری سزا یہ ہے کہ ایک سال تک تجھے روزے رکھنے ہوں گے اور واقعی یہ ”سزا“ وہ اپنے آپ کو

تفریح گاہ پر جانے کا نقصان

ایک ہم ہیں کہ خود تفریح گاہوں پر جا جا کر دُلفریب مناظر دیکھتے ہیں مگر ایسے بھی بزرگ ہوئے ہیں جو مباح (یعنی جائز) مناظر دیکھنے سے بھی کتراتے تھے۔ یعنی آبشاریں، خوشنما باغات، پھولاریاں، پہاڑ وغیرہ حالانکہ یہ سب دیکھنا جائز ہے مگر وہ انہیں دیکھنے سے بچتے تھے۔ اُن حضرات کی سوچ یہ ہوا کرتی کہ ان جائز خوبصورت چیزوں کو دیکھیں گے تو حُسن دیکھنے کا شوق پیدا ہوگا، خوبصورتی دیکھنے کی عادت جنم لے گی اچھی اچھی چیزیں، سجادئیں دیکھنے کا شوق پروان چڑھے گا۔ جب آنکھ کو جائز حُسن مناظر دیکھنے کی اجازت دیں گے تو یہ دلیہ ہوگی اور ہو سکتا پھر پھسل کر حُرّٰمات یعنی حرام کردہ چیزوں کو دیکھنے کے گناہ میں جا پڑے۔

آنکھوں میں آگ

ان بُرکانِ دین کی بات خوب سمجھ میں آنے والی ہے، واقعی آج کل تو سڑکوں پر طرح طرح کے فنِ تعمیر کے دل کش نمونے (Models of Architect) لگے ہوتے ہیں اور ہم دیکھنے سے باز آتے ہی نہیں، طرح طرح کے سائن بورڈ لگے ہوتے ہیں اور ان میں کشش بڑھانے کیلئے اکثر عورتوں کی تصاویر بنی ہوتی ہیں۔ انسان نظر کو کتنا ہی قابو کرنے کی کوشش کرے مگر وہ اُچھل کر وہاں جا پہنچتی ہے۔ اُن مناظر میں اتنی جاذبیت پیدا کی جاتی ہے کہ آدمی ان کو دیکھے بغیر نہیں رہتا۔ کاش! جسے دیکھنا حرام ہے اُسے دیکھتے وقت یہ روایت ذہن میں رہے، ”جو اپنی آنکھوں کو حرام سے ہر کریگا اس کی آنکھوں میں قیامت کے روز آگ بھردی جائیگی۔“ (مکاشفۃ القلوب ص ۶۰ مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ بیروت)

ادھر ادھر دیکھنے کا نقصان

کاش! ہم آنکھوں پر قابو رکھنا سیکھ لیں مثلاً ہم کسی راہ سے گزر رہے ہیں تو زہے نصیب! کہ نیچے دیکھیں ہاں جب ضرورت ہو تو ادھر ادھر بھی دیکھ لیں، مثلاً جب سڑک غُور کر رہے ہوں تب دائیں بائیں دیکھیں کہ کہیں گاڑی کی ٹکڑ نہ لگ جائے۔ اسی طرح جو ڈرائیونگ کر رہا ہے وہ حسبِ ضرورت ادھر ادھر دیکھے لیکن ڈرائیور کے علاوہ جو کوئی گاڑی کے اندر بیٹھا ہے وہ بلا ضرورت ادھر ادھر دیکھے تو اس کا دیکھنا فضول ہے یا نہیں؟ خود ہی غور فرمالیں۔ اور اب اس دُنیا میں دیکھنے کیلئے کیا رہ گیا ہے؟ آپ شہر کی سڑکوں سے گزرتے ہوئے دائیں طرف دیکھیں گے تو اشیہاری سائن بورڈ نظر آئے گا، بائیں کھڑکی سے دیکھیں گے تو فلم کا بے ہودہ بورڈ بے حیائی کے ساتھ گناہ کی دعوت دے رہا ہوگا، سامنے دیکھیں گے تو کوئی اسکوتر پر بے پردہ خاتون کو لاد کر جاتا دکھائی دیگا۔ یاد رکھئے! اُجنبیہ کے کھلے ہوئے بالوں کو دیکھنا بھی حرام اس کا بے پردہ نکلنا تو گناہ ہے ہی اُس کی طرف قصدِ نظر اٹھانے والا بھی گنہگار ہے۔ چلے اگر اس پر نظر نہیں پڑی تو کوئی سوزو کی جارہی ہے اور اس کے پیچھے کسی فلمی اداکارہ کی تصویر چسپاں ہے تو اس پر نظر پڑ سکتی ہے۔ آج کل تو یہ گناہ اتنا عام ہو گیا اور لوگ گناہوں کے معاملے میں اتنے نڈر ہو گئے ہیں اگرچہ خود ان کو نظر نہیں

آ رہی پھر بھی ڈرائیور صاحب کی پیٹھ کے پیچھے تصویر موجود ہے۔ یقیناً گاڑی کے پیچھے اداکارہ کی تصویر اس لئے بنائی جاتی ہے کہ لوگ دیکھیں اور اپنی آنکھیں حرام سے بھریں آہ! آج کل بے پردہ عورت کی تصویر سوز و کی کے پچھلے شیشے پر بنی ہوتی ہے ٹرک جا رہا ہے تو ٹرک پر بہت بڑی تصویر کسی عورت کی بنی ہوئی ہے۔ سامنے دیکھیں تو مصیبت، دائیں دیکھیں تب بھی مصیبت، بائیں دیکھیں تو مصیبت کسی گاڑی کی طرف دیکھیں تو بھی مصیبت کہ وہ کار کوئی خاتون چلا رہی ہیں اور اس کی کھیل کلائییاں نظر آ رہی ہیں، اس کے سر کے بالوں پر نگاہ پڑ رہی ہے، ڈرائیونگ کی سیٹ پر اگر نظر نہ پڑی بلکہ پچھلی سیٹ پر نظر پڑی تب بھی مصیبت کہ وہاں بھی بے پردہ عورتیں بیٹھی ہوتی ہیں۔

بدنگاہی سے بچنے کا نسخہ

آدمی کرے تو کیا کرے؟ جدھر دیکھو ادھر نادیکھنے والی اشیاء نظر آ رہی ہیں۔ نا دید فی مناظر ہیں آخر انسان کیا کرے؟ کرنا کیا ہے! آنکھیں نیچی رکھے اور شرم و حیاء سے جھکائی رکھنا ہمارے میٹھے اور پیارے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔ سُبْحَانَ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ کہنے والو! اس سنت کو اپناؤ گے کب؟ جیتے جی یا مرنے کے بعد؟ مرنے کے بعد یہ آنکھیں بظاہر تو بند ہوں گی لیکن حقیقت میں کھل جائیں گی اور پھر بہت کچھ نظر آئے گا۔ ہمارے میٹھے میٹھے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک آنکھیں حیاء سے جھکی رہتی تھیں جیسا کہ میرے آقا، امام اہلسنت اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ بارگاہ رب العزت عَزَّوَجَلَّ میں مناجات کر رہے ہیں:-

یا الہی رنگ لائیں جب مری بے باکیاں! ان کی نیچی نظروں کی حیاء کا ساتھ ہو

نیچی نظروں کی شرم و حیاء پر دُرود اونچی بیتی کی رفعت پہ لاکھوں سلام

اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ انکسار اپنی بے باکیوں کا تذکرہ فرما رہے ہیں آپ رحمۃ اللہ علیہ تو ولی اللہ تھے جبکہ ہماری واقعی یہی حالت ہے کہ ہم گناہوں پر بے باک و دلیر ہیں۔ (وَالْعِبَادُ بِاللّٰهِ تَعَالٰی)

میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم شرم و حیاء سے نگاہیں نیچی رکھا کرتے،

آنکھوں پہ مرے بھائی لگا قُفْلِ مدینہ

آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاء سے جھکی رہتی تھیں نگاہیں

آنکھوں پہ مرے بھائی لگا قُفْلِ مدینہ

گر دیکھے گا فلمیں تو قیامت میں پھنسے گا

آنکھوں پہ مرے بھائی لگا قُفْلِ مدینہ

آنکھوں میں پسِ مزگ نہ بھر جائے کہیں آگ

اَللّٰہُ آنکھوں پر **فُضِّلَ مَدِیْنَه** لگاتے تھے اور ہمارے پیارے شہد سے بھی بیٹھے آقا صلی اللہ علیہ وسلم بھی اکثر نگاہیں نیچی رکھتے تھے۔ حسب ضرورت دیکھنا ثابت ہے۔ اس میں کوئی شک بھی نہیں ہاں بلا ضرورت میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کسی طرف بھی نہ دیکھتے۔ جب راہ چلتے تو نیچی نگاہیں کیے راستے کے ایک کنارے پر چلتے حتیٰ کہ شاخیں، جھاڑیاں بے تابانہ دامن اطہر سے لپٹ جاتی تھیں یعنی نظر شریف اتنی نیچی ہوتی کہ جھاڑیوں میں بعض اوقات دامن شریف اٹک جاتا تھا۔

چہروں پر نظریں گاڑنا

مخاطب کے چہرے پر نظریں گاڑ کر گفتگو کرنا سنت نہیں مگر آہ! ہم جب گفتگو کرتے ہیں تو سامنے والے کے چہرے پر ضرور نظریں جماتے ہیں۔ اگر آپ کے ذہن میں پہلی بار یہ بات آئی ہے تو آئندہ جب کسی سے بات کریں فوراً خود غور فرمائیے گا آپ سامنے والے کے چہرے کو دیکھ رہے ہو گئے۔ اس طرح مبلغ جب بیان کرتا ہے، مقرر جب تقریر کرتا ہے، خطیب جب خطبہ دیتا ہے اس وقت وہ بھی لوگوں کے چہرے دیکھتا ہے۔ آپ میں سے جو مبلغ ہیں وہ بھی غور کر لیں کہ آئندہ جب آپ بیان کریں گے تو آپ فوراً لوگوں کے چہرے کو دیکھتے ہوئے بیان کریں گے یعنی آپ سے نیچے دیکھ کر بیان ہونے لگیں گے۔ آپ نیچے دیکھ کر باتیں کر نہیں پائیں گے۔ آپ چہرہ دیکھے بغیر بول نہیں سکیں گے، معلوم ہوتا ہے کہ شیطن اس سنت کا بہت زیادہ سخت مخالف ہے۔ آپ کتنا ہی زور لگالیں آپ لوگوں کے چہرے کو دیکھے بغیر شاید بات نہ کر سکیں۔ اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ شیطن کے آگے ہتھیار ڈال دیں کہ ہم سے تو یہ ممکن نہیں، ہم تو گنہگار ہیں، ہم تو آنکھوں کا ”**فُضِّلَ مَدِیْنَه**“ لگا ہی نہیں سکتے، ہم تو بات ہی نہیں کر پاتے جب تک سامنے والے کا چہرہ نہ دیکھ لیں۔ اگر آپ نے ہتھیار ڈال دیئے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ شیطن کے سامنے آپ ہار گئے ایسا ہرگز نہیں ہونا چاہئے، کوشش جاری رکھنی چاہئے۔

دیکھئے! میں نے ابھی بزرگان دین رحمہم اللہ تعالیٰ کے واقعات سنائے شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ نے چالیس سال تک مشق کی اور آنکھوں پر پٹی باندھ کر رکھی تا کہ بدنہنگاہی سے بچنے کی عادت پڑ جائے اور اسی طرح فضول نگاہی سے بچنے کے عادی ہو جائیں۔ یہ تو اللہ عز وجل والے لوگ تھے، انہوں نے بدنہنگاہی کیا کرنی تھی، یہ سب تو ہماری تعلیم کیلئے تھا۔ ہم بھی کوشش کر کے کوئی ایسی صورت نکالیں کہ حشی الامکان ہماری نظر نیچی رہے اور بلا ضرورت سامنے والے کے چہرے کو نہ دیکھیں کہ کبھی امر دے بھی بات کرنی پڑتی ہے اگر خدا نخواستہ شہوت پیدا ہوئی پھر بھی دیکھتے رہے تو اب جہنم میں پہنچنے کا سامان بھی ہو سکتا ہے۔ اسی طرح لوگ کاروبار وغیرہ میں عورتوں کو دیکھتے ہوئے ان سے بے تکلفانہ گفتگو کرتے ہیں یہ حرام ہے اور یہاں تو شہوت کی بھی قید نہیں۔

ہمارے بیٹھے بیٹھے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جب گفتگو فرماتے تو سامنے والے کے چہرے پر نگاہیں نہ گاڑا کرتے۔

اس سنت کو زندہ کیجئے یعنی دل میں اب ٹھان لیجئے کہ اگرچہ یہ سنت مجھے زیادہ مشکل محسوس ہو رہی ہے اِنْ شَاءَ اللہ عزوجل اس پر میں زیادہ سختی سے عمل کروں گا حدیث پاک میں ہے ”**افضل العبادۃ احمزها**“ (کشف الخفاء رقم الحدیث ۴۵۹ ج ۱ ص ۱۷۵ مطبوعہ مؤسسة السالۃ بیروت) یعنی عبادتوں میں افضل عبادت وہ ہے جو زیادہ مشکل ہو، جو عمل جتنا دشوار ہوتا ہے اس کی اتنی ہی فضیلت بھی زیادہ ہے۔ سپدنا ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ کا قول بھی ملتا ہے کہ ”دُنیا میں جو عمل جتنا دشوار ہوگا بروز قیامت نیکیوں کے پلڑے میں وہ اتنا ہی وزن دار ہوگا۔“ (تذکرۃ الاولیاء ص ۹۵ مطبوعہ تہران) یہ سنت بھی زندہ کر ڈالنے کے ان آنکھوں نے بہت پریشان کیا ہے۔ بہت گناہ کر رکھے ہیں۔ جو چیز اٹھا کر دیکھیں اس میں تصویریں، ٹی۔وی کھولتو اُس میں تصویریں، شیطان پھر بہانہ سکھاتا ہے کہ ہم ڈرامہ کہاں دیکھتے ہیں ہم تو خبریں دیکھتے اور سنتے ہیں جبکہ خبریں عورتیں بھی دیتی ہیں! خبروں میں بھی طرح طرح کی تصاویر اور اُس کے آگے پیچھے بھی تو موسیقیاں ہوتی ہیں۔ آدمی کیا کرے؟ بڑا نازک دور آگیا۔ شاید اب آپ کہیں گے کہ بچنا مشکل ہے ہتھیار ڈالتے ہیں۔ سن لو! کہ ہتھیار ڈالنا یہ مرد کا کام نہیں، شیطن کے آگے ہتھیار ڈال دیا گویا اُسے اُنکلی پکڑادی پھر وہ ہاتھ پکڑ لے گا اور گریبان میں ہاتھ ڈالے دیگا۔

ذوق بڑھائیے

شیطن کو اُنکلی پکڑانی ہی نہیں۔ کوئی اثر ناممکن نہیں۔ رب عزوجل کی مدد شامل حال ہو جائے گی۔ اس کا کرم ہو جائے گا اور آنکھیں نیچی رکھے گا یعنی آنکھوں کا قفل مدینہ لگائے گا، اللہ تعالیٰ اُس کیلئے ایسی لذت پیدا کر دے گا کہ بس وہ اس لذت میں مست ہو جائے گا اس کی عبادت میں ذوق بڑے گا، خشوع و خضوع پیدا ہوگا۔ اگر آپ کو یقین نہیں آتا تو حجر بہ کر لیجئے۔

پہلے آنکھ بہکتی ہے

میرے آقائے نعمت، امام اہلسنت، عظیم الزکات، عظیم المرتبت، پروانہ شمع رسالت، مُجدد دین وملت مولانا شاہ محمد احمد رضا خان علیہ الرحمۃ الرحمن فرماتے ہیں، کہ ”پہلے آنکھ بہکتی ہے، پھر دل بہکتا ہے، اسکے بعد ستر بہکتا ہے۔“ آنکھ ہی کا راستہ بند کر دیا جائے کہ دل اور ستر کے بہکنے کی ثبوت ہی نہ آئے۔ کوشش کیجئے ایک بار کیجئے، دوبار کیجئے، تین بار کیجئے اِنْ شَاءَ اللہ عزوجل کبھی تو نیچی نظر رکھنے کی عادت پڑ ہی جائے گی۔

ایک صاحب کے بارے میں منقول ہے کہ وہ ایک گناہ کرتے تھے پھر توبہ کرتے تھے وہ گناہ ہو جاتا پھر توبہ کرتے ستر بار گناہ ہو گیا۔ سترویں بار انہوں نے توبہ کی وہ پیچھے نہیں ہٹتے تھے اکثر بار پھر وہ گناہ سرزد ہو گیا پھر گواہ کر توبہ کی یہاں تک کہ اکثرویں توبہ کے بعد اُس گناہ کی عادت نکل گئی۔

توبہ اور کوششیں

جب ہم توبہ کرتے رہیں گے رب عزوجل مُعَاف فرماتا رہے گا ہم توبہ کرتے رہیں گے وہ کرم فرماتا رہے گا۔ اس کی رَحْمَت کا دروازہ بند نہیں ہوتا، اس کی رَحْمَت کے خزانے ختم نہیں ہوتے، مایوس نہیں ہونا چاہئے اِنْ شَاءَ اللّٰہ عزوجل کوشش کریں گے، کوشش کریں گے، کریں گے، کریں گے آخر کبھی تو شیطن دُم دبا کر بھاگے گا۔ اگر ہم اس شیطن کی باتوں میں آکر کہتے رہیں گے، میں مجبور ہوں..... میں مجبور ہوں..... یہ سوچتے رہیں گے تو کمزور دیکھ کر کوئی بھی قابو پالیتا ہے، پھر وہ تو شیطن ہے۔ شیطن کے آگے کمزور ہونا ہی نہیں ہے۔ بس رب عزوجل کی رَحْمَت پر ہمیں بھروسہ ہے اللہ والوں کی شان تو زالی ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ آنکھیں بڑی نعمت ہیں اور واقعی آنکھیں بڑی نعمت ہے۔ اس نعمت کا استعمال کیا؟ حضرت سیدنا عبداللہ بن زید انصاری رضی اللہ عنہ سے پوچھئے کہ آنکھوں کا استعمال کیا ہے؟

تو کس کام کی ہیں یہ آنکھیں

”مَدَارِجُ النُّبُوَّةِ“ میں خَاتِمُ الْمُحَدِّثِیْنَ ، مُحَقِّقُ عَلَی الْإِطْلَاق حضرت سیدنا شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نقل کرتے ہیں، کہ جب ہمارے میٹھے میٹھے آقا پیارے پیارے مُصْطَفٰی صلی اللہ علیہ وسلم نے حیاتِ ظاہری سے پردہ فرمایا اور سیدنا عبداللہ بن زید انصاری رضی اللہ عنہ کو پتا چلا تو فوراً بارگاہِ خداوندی عزوجل میں ہاتھ اٹھا کر عرض کی، ”یا اللہ عزوجل! یہ آنکھیں تو نے عطا فرمائیں، یہ بڑی نعمت ہیں، تیری اس عطا کردہ نعمت سے میں تیرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار کیا کرتا تھا۔ اے مولائے کریم عزوجل! اب تیرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم میری ان آنکھوں سے اوجھل ہو گئے، یہ مزارِ پر انوار میں تشریف لے گئے۔ اے مولائے کریم عزوجل! اب ان آنکھوں سے وہ مجھے نظر نہیں آرہے لہذا یا اللہ عزوجل! یہ آنکھیں واپس لے لے“ پُتّا نہ چہ دُعا ختم ہونے سے پہلے پہلے سیدنا عبداللہ ابن زید انصاری رضی اللہ عنہ نابینا ہو گئے۔ (مدارج النبوة (مترجم) ج دوم ص ۲۰۳)

ان آنکھوں کا ورنہ کوئی مُضَرَف ہی نہیں ہے سرکار صلی اللہ علیہ وسلم تمہارا رُخِ رَبِّیَا نظر آئے

بُزْدِگوں رحمة اللہ علیہ کی بُزالی توبہ

مُحَمَّدُ الْإِسْلَامِ سَيِّدُنَا امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ ”کیمیائے سعادت“ میں نقل فرماتے ہیں کہ ایک بزرگ نے ایک بار ایک عورت کے بے خیالی میں دیکھ لیا۔ ان کو اس کا بڑا صدقہ ہوا کہ یہ گناہ مجھ سے کیوں ہوا (اے فلمیں ڈرامے دیکھنے والو! بے تحاشا عورتوں اور اُمردوں کو تازہ کرنے والو! سنو!) ان بزرگ کو بڑی عداوت ہوئی کہ میں نے یہ کیا کر دیا! ہائے! میں نے اللہ عزوجل کی اس عطا کردہ آنکھ سے اس کی نافرمانی کر دی، عورت کو دیکھا، پُتّا نہ تو بہ کی اور ساتھ ہی اپنے آپ کو سزا یہ دی کی قسم کھائی کہ اب میں کبھی ٹھنڈا پانی نہیں پیوں گا۔ لہذا جب تک وہ زندہ رہے کیسی ہی سخت گرمی ہوتی کبھی انہوں نے ٹھنڈا پانی نہیں پیا۔ (کیمیائے سعادت ج ۲ ص ۸۹۳ مطبوعہ تہران) یہ نفس کو سزا دیتے تھے اِن اللہ والوں کی توبہ بُزالی ہوتی تھی۔

نام نہاد بُز دگی

”کیمیائے سعادت“ میں ہے کہ ایک بزرگ کا ہاتھ کسی عورت پر پڑ گیا تو انہیں اس قدر عداوت ہوئی کہ وہ ہاتھ آگ میں ڈال کر جلادیا! (کیمیائے سعادت ج ۲ ص ۸۹۲ مطبوعہ تہران) افسوس! آج کل تو عورتوں سے خوب ہاتھ بچوائے جاتے ہیں، عورتوں کے سردوں پر ہاتھ پھیرے جاتے ہیں اور عورتوں کے ٹھمرٹ میں بیٹھنے کے باوجود ”بُز دگی“ سلامت رہتی ہے! بلکہ معاذ اللہ غیر عورتوں سے ہاتھ پیردہوانے کے باوجود بھی ”بُز دگی“ کو آنچ نہیں آتی۔

پاؤں کو سزا

بنی اسرائیل میں ایک بزرگ رحمۃ اللہ علیہ عرصہ دراز سے اپنے حجرہ میں عبادت میں مشغول تھے۔ ایک بار ایک عورت دروازے پر آکھڑی ہوئی۔ ان کی نظر اس پر پڑی، شیطان نے بہکایا تو وہ بزرگ اس کی طرف لپکے اور صومعہ (یعنی عبادت خانے) سے اپنا قدم باہر نکال فوراً خوفِ خدا عزوجل غالب آیا کہ نہیں مجھے یہ کام نہیں کرنا چاہئے خیال آیا کہ یہ پاؤں جو دروازے سے باہر اللہ عزوجل کی نافرمانی کے لئے نکلا ہے اب یہ پاؤں میرے کمرے میں داخل نہیں ہوگا، پُتّا نہ تو ہیں بیٹھ گئے اور اُس قدم کو کمرے کے اندر لیتے ہی نہیں تھے یہاں تک کہ وہ گرمیوں، سردیوں کے باعث گل سرکڑ اپنے جسم سے جھڑ گیا۔

عقلیں حیران ہیں

ان حضرات کی قوتِ برداشت کس قدر ہوگی ایسا کس طرح کرتے ہوئے؟ عقلیں حیران ہیں لیکن یہ معاملات خوارقِ العادات ہیں عقلوں میں نہیں آسکتے۔

سردی میں ٹھنڈے پانی سے غسل

حضرت سیدنا جنید بغدادی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ابنِ الکرمی رحمۃ اللہ علیہ کو ایک بار اختلام ہو گیا سخت سردیاں تھیں تو نفس نے سُستی دلائی کہ رات کافی پڑی ہے سو جاؤ صبحِ اطمینان سے غسل کر لینا جیسا کہ ہمارے یہاں اُن نو جوانوں کی حالت ہے جو کہ نماز پڑھتے ہیں لیکن اگر رات میں اختلام ہو جائے تو گھر والوں سے شرما تے ہیں مگر قیامت کی شرم کو بھول جاتے ہیں اور غسل میں تاخیر کر کے نماز قضاء کر ڈالتے ہیں لیکن یہ اللہ والے ان کے یہاں نماز قضاء ہو جانے کا تو تھوڑی نہیں غسل میں تاخیر سے بھی بچا کرتے تھے کیوں کہ انہیں اس بات کا احساس ہوتا کہ جس گھر میں جب یعنی بے غسلا ہوا اُس میں رخصت کے فرشتے داخل نہیں ہوتے بہر حال اُن بُزرگ رحمۃ اللہ علیہ کے نفس نے سُستی دلائی کہ سردی بہت سخت ہے، رات میں کیسے غسل کرو گے؟ نماز فجر سے قبل ہی غسل کر لینا، پھر نماز پڑھ لینا۔ جب ذہن میں یہ بات آئی تو ابنِ الکرمی رحمۃ اللہ علیہ نے قسم کھائی کہ میں اس نفس کو سزا دوں گا اور اب میں کپڑوں سمیت نہاؤں گا اور کپڑوں کو بھی نچوڑے بغیر اپنے جسم ہی پر خشک کروں گا۔ چنانچہ انہوں نے ٹھنڈے پانی سے کپڑوں سمیت غسل کیا، کپڑوں کو نچوڑا بھی نہیں اور ٹپکتے رہے تاکہ ہوا لگتی رہے اسی طرح ٹھٹھرتے ٹھٹھرتے انہوں نے کپڑے اپنے جسم پر ہی سکھائی۔ (کیمیائے سعادت ج ۲ ص ۸۹۲ مطبوعہ تہران)

پورا باغ صدقہ کر دیا

حضرت سیدنا ابوطحمر رضی اللہ عنہ اپنے بھجوروں کے باغ میں نماز ادا کر رہے تھے کہ ایک پرندہ اڑتا ہوا سامنے سے گزر گیا وہ پرندہ بڑا حسین تھا۔ نماز پڑھتے پڑھتے نظر اُس پرندے پر پڑی کچھ غفلت سی ہوئی اور رخصت بھول گئے چنانچہ آپ کو نماز کے دوران اس پرندے پر نظر پڑنے کا اتنا افسوس ہوا کہ آپ نے اپنے نفس کو سزا دینے کیلئے کفارے کے طور پر بھجوروں کا وہ سارا باغ صدقہ کر دیا۔ (کیمیائے سعادت ج ۲ ص ۸۹۳ مطبوعہ تہران)

ہم ایک ٹکدہ بھی نہ دیں کسی کے پاس ہو تو وہ بھی چھیننے کی فکر ہو کہ کس طرح اس سے نکلوا یا جائے؟ اور یہ اللہ والوں کی شان بھی، صحابہ کرام علیہم الرضوان کی مدنی سوچ تھی۔

یہ سونے کا کون سا وقت ہے؟

حضرت سیدنا مالک بن صغیم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک دن رَبَّاحُ الْقَيْسِ رضی اللہ عنہ نمازِ عصر کے بعد ہمارے یہاں تشریف لائے اور فرمایا، اپنے والدِ صاحب کو باہر بلاؤ، میں نے کہا، اس وقت وہ سو رہے ہیں۔ تو رَبَّاحُ الْقَيْسِ رضی اللہ عنہ یہ کہتے ہوئے پلٹے، ”یہ بھلا سونے کا کون سا وقت ہے!“ میں اُن کے پیچھے ہولیا۔ میں نے دیکھا کہ وہ اپنے آپ سے فرما رہے ہیں، ”اے فضول باتیں کرنے والے! یہ تُو نے کیوں کہا کہ یہ سونے کا کون سا وقت ہے! یہ فضول بات کہنے کی آخر تجھے کیا ضرورت تھی؟ اب تجھے سزا بھگتنی پڑے گی، سال بھر تک تکیہ پر سر نہیں رکھنے دوں گا۔ مالک بن صغیم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ جب وہ اپنے آپ کو ملائت فرما رہے تھے اُس وقت آپ کی آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسو بھی گر رہے تھے۔ فضول باتِ زبان سے نکل جانے پر بے حد نادام تھے اور فرما رہے تھے کہ اے نفس! کیا تجھے خوفِ خدا عزوجل بھی نہیں رہا۔ (کیمیائے سعادت ج ۲ ص ۸۹۳ مطبوعہ تھران)

زبان کُچل ڈالی

ہمارے اسلاف رحمہم اللہ تعالیٰ بظاہر معمولی نظر آنے والی باتوں کو بہت زیادہ محسوس کرتے اور اپنے نفس کا سخت مُحاسبہ فرماتے۔ یہ حضرات اپنے آپ کو مُباح باتیں بھی نہیں کرنے دیتے تھے کہ آج یہ نفسِ مُباح باتیں کرے گا تو کل نا جائز باتوں میں بھی پڑے گا۔ خاموشی ان کا شیوہ تھا۔ زبان کے قُفلِ مدینہ کا عالم یہ ہوتا تھا کہ حضرت سیدنا حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں منقول ہے کہ آپ کی زبان سے ایک مرتبہ فضول بات نکل گئی تو سخت رنجیدہ ہوئے اور اپنی زبان کو دانتوں سے اس قدر زور سے کچلا کہ خون نکل آیا اور اسکے بعد عہد کیا کہ جب تک زندہ رہوں گا کسی سے (بلا ضرورت) بات نہیں کروں گا پُچھا نہ بیس سال تک آپ زندہ رہے اور کسی سے غیر ضروری بات ہی نہیں کی۔ (اسرارِ اولیاء (مترجم) ص ۱۰۲)

زبان کی پیدائش کا مقصد

حضرت سیدنا بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، جب اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضرت سیدنا آدم صلی اللہ علیہ وسلم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مبارک مُنہ میں زبان کو رکھنا چاہا تو زبان سے فرمایا، ”اے زبان! تجھے پیدا کرنے کا مقصد یہ ہے کہ تُو میرے نام کے سوا کسی کا نام نہ لے اور میرے کلام کے سوا اور کوئی کلام نہ پڑھے اگر اسکے علاوہ تُو نے کچھ اور کہا تو یاد رکھے تُو بھی اور باقی اعضاء بھی مُصیبت میں گرفتار ہوں گے۔ (اسرارِ اولیاء (مترجم) ص ۱۰۳) مطلب یہ کہ زبان اللہ عزوجل کی رضا کے بغیر کچھ بھی نہ بولے۔

فُضُول بات کسے کہتے ہیں؟

زبان پر ”فُضُولِ مدینہ“ لگا ہوا ہونا چاہئے اور فُضُول باتوں سے بچنا چاہئے۔ یاد رکھئے! ہر وہ بات فُضُول ہے جس میں نہ دُنیا کا فائدہ ہو نہ دین کا! آج کل فُضُول گوئیوں کا حال یہ ہے کہ بے کار باتوں کو اس قدر طول کر دیتے ہیں کہ انسان بے زار ہو جائے پھر بات پر جھوٹ یا جھوٹے مبالغے مزید برآں، نیز باتوں کو ایسے ایسے بے جا سوالات کرتے ہیں کہ اکثر مخاطب مُرُوث میں جھوٹ بول دیتا ہے۔

کیا آپ کا سفر خیریت سے گزرا؟

مثال کے طور پر کوئی سفر سے آیا ہو تو اُس سے پوچھتے ہیں ”آپ کا سفر خیریت سے گزرا؟“ جیسا کہ ابھی مَآشَاءَ اللہ عزوجل تبلیغ قرآن و سنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوتِ اسلامی کے تین روزہ سُنّتوں بھرے اجتماع میں مختلف شہروں سے اسلامی بھائی تشریف لائے ہوئے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ گھر پہنچیں تو گھر والے یا احباب پوچھیں آپ کا سفر خیریت سے گزرا؟ کوئی تکلیف تو نہیں ہوئی؟ یہ بالکل فُضُول سوالات ہیں۔ کیوں؟ اس لئے کہ حدیث شریف میں آیا ہے ”سفر عذاب کا ٹکڑا ہے“ (بخاری شریف رقم الحدیث ۳۰۰۱ ج ۴ ص ۲۲ مطبوعۃ دار الفکر بیروت) لہذا سفر میں تو تکلیف ہونی ہی ہے بلکہ سفر تو تکلیفوں کا مجموعہ ہے۔ مگر آپ اس سوال پر کوئی تکلیف تو نہیں ہوئی سفر خیریت سے گزرا؟ شاید ٹھوٹ بولنے پر مجبور ہو جائیں کہ درپیش تکالیف کا فسانہ تو سنانے سے رہے۔ غالباً یہی کہیں، کہ نہیں نہیں کوئی تکلیف نہیں ہوئی، سفر بالکل خیریت سے گزرا۔ کیوں کہ آپ کو تکلیف تو یقیناً کسی نہ کسی طرح ہوئی ہوگی۔ گزشتہ کل سے جو ادھر اجتماع پاک میں موجود غالباً ان کو وضو کے معاملے میں تکلیف ہوئی ہوگی۔ کھانا کھانے میں تکلیف ہوئی ہوگی۔ مزید آج رات میں تکلیفیں مَوْقِع ہیں۔ کل اجتماع کا آخری دن ہے شرکائے اجتماع کی تعداد میں مزید اضافے کے باعث تکالیف میں بھی زیادتی ہو سکتی ہے۔ سفر حج و زیارتِ مدینہ منورہ میں بھی بسا اوقات آزمائشیں آتی ہیں۔ اب کیسے کہہ دیا جائے کہ ہمیں کوئی تکلیف نہیں پہنچی!

تکلیف مُعاف کرنا!

اسی طرح بعض اوقات اگر کسی کو کسی سے تکلیف پہنچ جائے اور کہا جائے، بھائی! تکلیف مُعاف کرنا۔ تو وہ بھی اکثر بول پڑتا ہے نہیں نہیں کوئی تکلیف نہیں ہوئی، اس میں تکلیف کی کیا بات ہے؟ حالانکہ تکلیف تو پہنچی اور ضرور پہنچی، اس طرح کے بہت سے نازک معاملات ہیں جن میں۔ افسوس اس معاشرے میں اکثر باتوں کو لوگ جھوٹ بولنے پر مجبور کرتے ہیں۔

میزبان نے آپ کے سامنے گرم گرم بریانی رکھ دی مگر آپ چاول پسند نہیں کرتے، تھوڑی نان کھاتے ہیں اب بالفرض فُضول گو
میزبان پوچھ بیٹھے، آپ کو ہمارا کھانا اچھا لگا؟ اگر آپ کہہ دیں کہ کھانا اچھا نہیں لگا تو میزبان کی دل شکنی ہوتی ہے اگر ناپسند ہونے
کے باوجود کہہ دیں کہ پسند آیا تو آپ ہی فیصلہ کریں کہ جواب جھوٹ ہے یا سچ؟ آہ! آج کل تاکون سوچتا ہے! جھٹ بول
پڑتے ہیں، واہ بھی واہ! آپ نے بہت اچھا کھانا کھلایا، مزہ ہی آگیا، آپ نے تو دل خوش کر دیا۔ یعنی افسوس اس میں فُضول گوئی
بھی ہے اور جھوٹ بھی۔ بس زبان کا قفل مدینہ لگ جائے تو عاقبت ہی عافیت ہے۔ اگر اس طرح آپ غور کرتے چلے جائیں تو
بہت ساری فُضول باتیں منکھٹ ہو گئی۔ اگر آپ کہیں دو ایک روز کیلئے قیام کریں تو ہو سکتا ہے۔ میزبان پوچھ بیٹھے کہ ہمارا گھر پسند
آیا؟ آپ کو کوئی تکلیف تو نہیں ہوئی؟ نیند برابر آئی؟ اگر خدا نخواستہ آپ فُضول گو ہوئے تو منہ سے نکلے گا، ”بہت اچھی نیند آئی،
میں تو گھوڑے بیچ کر سویا تھا، بڑا سکون رہا، آپ کا گھر آرام دہ ہے۔“ حالانکہ سخت گرمیاں، اوپر سے بجلی بھی فیل ہو گئی تھی،
چکھا بھی بند ہو گیا تھا آپ سپنے سے شرابور تھے، رات کروٹیں بدل کر گزاری لیکن جھوٹ بولنا پڑا کہ میں بہت آرام سے سویا تھا اس
لئے کہ آپ جھوٹ نہیں بولیں گے تو میزبان کا دل ٹوٹ جائے گا یہ امتحان کا وقت ہوتا ہے بہر حال جھوٹ سے بچنا ہوگا اور وہ
جواب دینا ہوگا کہ جس سے میزبان کا دل بھی نہ ٹوٹے اور بات بھی بن جائے۔ اس طرح کے سوالات کے جواب میں
الحمد لله على كل حال ”یعنی ہر حال میں اللہ عزوجل کا شکر ہے“ کہنا جھوٹ سے بھی بچا لگا اور **اِنْ شَاءَ اللہ عزوجل**
میزبان کی دل شکنی بھی نہ ہوگی۔

بال بچے خیریت سے ہیں؟

میرے (سک مدینہ) کے ساتھ ایسا معاملہ بہت ہوتا ہے اور لوگ گھر کے احوال پوچھتے رہتے ہیں۔ مثلاً کہتے ہیں، آپ کے
بچے خیریت سے ہیں؟ آپ کا بیٹا بلال کیا کر رہا ہے؟ اچھا ہے نا.....؟ ٹھیک ہے نا.....؟ مجھ سے اس طرح کے سوالات کر کے
لوگ مجھے آزمائش میں ڈال دیتے ہیں میں بھی احتیاط کی کوشش کرتا ہوں اور موقع کی مناسبت سے اس طرح کے جوابات دینے کی
سعی کرتا ہوں۔ ”جب آخر آخر میں بلال ملا تھا اس وقت تو مجھے وہ صحیح نظر آئے تھے۔“ اس سوال، گھر میں سب خیریت ہے؟
کے جواب میں **الحمد لله على كل حال** یعنی ہر حال میں اللہ عزوجل کا شکر ہے یا احتیاطاً کہہ دیتا ہوں کہ **اِنْ شَاءَ اللہ عزوجل**
خیریت سے ہی ہوں گے۔

پیادہ پیادہ اسلام بھائیو! دیکھئے نا! میں یہاں اجتماع میں آیا ہوا ہوں اور آپ پوچھ رہے ہیں کہ گھر میں خیریت
ہے؟ مجھے کیا معلوم کہ گھر میں خیریت ہے یا گمراہ مچا ہوا ہے۔ لہذا ایسے سوالات سے اجتناب کرنا چاہئے۔

آپ میں بہت سارے خوش نصیب اسلامی بھائی حج کی تیاریاں کر رہے ہوں گے اور خوشی کے مارے ہر ایک کو کہتے پھرتے ہوں گے فلاں تاریخ کو ہماری فلاں ہے۔ کیا گارنٹی ہے کہ آپ کی فلاں ہے یا نہیں؟ یا آپ کے گھر والوں کی فلاں ہے یا نہیں؟ خیر فلاں کی تاریخ ضرور بتانا مجرم نہیں مگر یہاں زندگی کی بے ثباتی کی طرف توجہ دلائی مقصود ہے لہذا ایسے مواقع پر اِنْ شَاءَ اللہ عزوجل بولنے کی عادت ڈالئے۔ ابھی بھی کچھ دیر پہلے فون پر کسی نے مجھے بتایا کہ کراچی کے علاقہ رنچھوڑ لائن کی ایک خاتون کی غالباً آج ہی حج کیلئے پرواز تھی، بے چاری کو مدینے جانے کا بڑا ارمان تھا، کل خوشی خوشی ان کے گھر پر رشتے داروں سے ملاقاتوں کا سلسلہ تھا، ان کو گھر سے ڈالے جا رہے تھے اسی تقریب کے دوران ان کا ہارٹ فیل ہو گیا اور طیارہ انہیں لئے بغیر ہی رخصت ہو گیا۔

سب خیریت ہے

آپ یہاں کراچی میں ہیں اور گھر آپ کا حیدرآباد میں۔ میں پوچھوں کہ آپ کی امی جان ٹھیک ہیں؟ ابا جان خیریت سے ہیں؟ آپ کے بال بچے تو خوش ہیں؟ آپ ہر بات کے جواب میں شاید یہی کہیں گے، ”سب خیریت ہے۔“ لیکن ذرا سوچیں تو سہی کہ آپ کے پاس کون سا آلہ ہے جو آپ نے کراچی میں بیٹھے بیٹھے دیکھ لیا کہ آپ کے گھر (حیدرآباد) میں سب خیریت ہے کیا معلوم معاذ اللہ عزوجل کہرام مچا ہوا ہو اور وہ مسلسل کسی طرح آپ سے رابطہ کی کوشش کر رہے ہوں کہ آپ سے رابطہ ہو جائے تاکہ اطلاع دی جاسکے کہ گھر میں ایمر جنسی ہو گئی ہے۔ بہر حال کئی لوگ خود فضول سوالات کے باعث بعض اوقات جھوٹ کے گناہ کبیرہ میں مبتلا کر دیتے ہیں۔ ہاں بچوں یا گھر والوں کے بارے میں یہ کہنا کہ خیریت سے ہیں غالباً جھوٹ نہیں کیوں کہ آپ اسی وقت کے علم کی بنا پر جواب دے رہے ہیں جس وقت آخری ملاقات یا آپ کو آخری معلومات ہوئی تھیں مگر ”سب خیریت ہے“ کہنے کے بجائے اس طرح کہنا چاہئے ”اِنْ شَاءَ اللہ عزوجل سب خیریت ہی ہوگی۔“ کاش! یہ رکی سوالات ہی نہ کئے جاتے کیوں کہ اکثر گھر میں کوئی نہ کوئی بیماری یا پریشانی ہوتی ہے اب فضول سوال کرنے والے سوال تو کر ڈالا غالباً جس کو پوچھا وہ اگر واقعی گھر کے حالات بتانا شروع کر دے تو ان مسائل کو سننے میں دلچسپی نہ رہے۔ لہذا اس طرح کے سائلوں کا بہترین جواب ہے، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی كُلِّ حَالٍ یا اپنی زبان میں کہہ دیں، ”ہر حال میں اللہ عزوجل کا شکر ہے۔“ ہاں یہ جواب احتیاط کے قریب ہے، اِنْ شَاءَ اللہ عزوجل خیریت ہی ہوگی۔

جو چپ رہا اُس نے نجات پائی

اگر زبان پر قُضِلِ مدینہ لگانا نصیب ہو جائے تو ہم بہت سارے گناہوں سے بچ سکتے ہیں اللہ عزوجل کے محبوب دانائے غُیُوب مُنَزَّہٌ عَنِ الْيُحُوبِ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان والا شان ہے، ”مَنْ صَمَتَ نَجَى“ (ترمذی رقم الحدیث ۲۵۰۹ ج ۳ ص ۲۲۵ مطبوعۃ دار الفکر بیروت) زبے نصیب! بیہقی شریف کی اس حدیث پاک کو ہم اپنے سینے میں اتار لیں جس میں فرمایا گیا ہے، خاموشی پر قائم رہنا ساٹھ سال کی عبادت سے بہتر ہے۔ (بیہقی شعب الایمان رقم الحدیث ۴۹۵۳ ج ۴ ص ۲۴۵ مطبوعۃ الکتاب العلمیۃ بیروت) ان احادیث مبارکہ کی برکتیں لوٹنے کیلئے بزرگانِ دین رحمہم اللہ تعالیٰ زیادہ بولنے سے بہت احتیاط فرماتے تھے۔ چنانچہ

۳۰ سال کی خاموشی

سیدنا شیخ بابا فرید الدین گنج شکر شکر زخمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آپ نے کسی سے دریافت کیا کہ فلاں شخص آگیا ہے؟ پھر اپنے دل میں سوچا کہ اس پوچھنے کی مجھے ضرورت تو تھی نہیں، وہ آیا یا نہیں آیا، مجھے اس سے کوئی کام تو تھا نہیں، میں نے بلا ضرورت کیوں پوچھا؟ اتنا صدمہ ہوا کہ تیس سال تک اس کے کفارے میں آپ نے (بلا ضرورت شدیدہ) کوئی گفتگو ہی نہیں کی، بالکل چپ سادھ لی۔ (اسرار الاولیاء (مترجم) ۱۰۲)

ہم بھی کچھ طے کر لیں

ہمارے بزرگانِ دین رحمہم اللہ تعالیٰ اس طرح زبان کا قُضِلِ مدینہ لگاتے تھے۔ ہم بھی یہ طے کر لیں کہ جیسے ہی فضول گفتگو ہماری زبان سے نکلے ہم ۱۲ مرتبہ دُرُود شریف پڑھ لیا کریں اگر ۱۲ بار نہیں پڑھ سکتے تو کم از کم ایک بار ہی پڑھ لیں اس طرح ہو سکتا ہے کہ فضول باتیں کم ہوں۔ ہو سکے تو بات کرنے کو جب جی چاہے تو آپ اس طرح سوچیں کہ میں نے بولنا چاہتا ہوں اس میں کوئی دین یا دنیا کا فائدہ بھی ہے یا نہیں! اگر آپ کا ذہن جواب دے گا ”نہیں“ تو پھر اُس بات کے بولنے کے بجائے دُرود شریف پڑھ لیں اِنْ شَاءَ اللہ عزوجل آپ کو سکون نصیب ہوگا۔ نیز اپنے آپ کو شاباش بھی دیں کہ تم کو دُرُود شریف پڑھنے کی سعادت مل گئی ورنہ جو بات کہنا چاہتے تھے اُس میں کہاں اتنا ثواب ملتا! نیکی کی دعوت دینا یا کوئی اچھی بات کرنا بہت اچھا ہے۔ جیسا کہ سنّتوں بھرا بیان ہو رہا ہے تو اس کو ہم فضول نہیں کہیں گے یہ تو خاموشی سے بھی افضل ہے البتہ بیان میں بھی محتاط رہنے کی ضرورت ہے اس میں بھی فالتوا الفاظ اور غیر ضروری واقعات سے بچنا ہوگا۔

فُضُول الفاظ کی مثالیں

حُجَّةُ الاسلام سیدنا امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، ”جو بات ایک لفظ میں ہو سکتی ہے اگر وہ بات دو لفظوں میں کی تو دوسرا فُضُول اور اس کے لئے وبال ہے۔“

افسوس! ہمارا تو یہ حال ہے کہ جو بات ایک لفظ کی ہو اُسے دس لفظوں میں کر کے بھی تھکتے نہیں۔ بلا ضرورت ہم کئی الفاظ بولتے چلے جاتے ہیں اور کئی الفاظ تو ایسے بولتے ہیں جنہیں لغت کی کتاب (Dictionary) میں بھی فضول قرار دیا گیا ہے۔ اگر آپ غور فرمائیں گے تو معلوم ہوگا کہ ذورِ ان گفتگو اکثریت کی عادت ہوتی ہے کہ وہ اپنی گفتگو میں فُضُول الفاظ ضرور بڑھاتے ہیں مثلاً ذرا کام وام کرلوں، کھانا وانا کھالوں، ظاہر ہے کہ وانا اور وام فُضُول لفظ ہیں۔ اس طرح کے زائد الفاظ کو مُہْمَل کہتے ہیں اور مُہْمَل وہ لفظ ہوتا ہے جس کے کوئی معنی نہ بنتے ہوں۔ روٹی ووثی، چائے شائے، پانی وانی، نوکری ووکری، بچہ وچہ، دی ہوئی مثالوں میں جلی یعنی موٹی لکھائی والے الفاظ فُضُول ہیں اور اس طرح کے ہزار ہا فُضُول الفاظ زبَانِ زورِ خاص و عام ہیں۔ آپ گفتگو کریں یا اگر غور کرنے کی عادت پڑی مَدَنی ذہن بنا تو آپ خود دیکھیں گے کہ آپ مُتَرَدِّد ہو کر بار بار رک جائیں گے کہ یہ فُضُول لفظ نکلا اور وہ فُضُول لفظ نکلا اب کیا ہوگا؟ اب یہ ہوگا کہ اپنے آپ کو ذُرُود شریف پڑھنے کی میٹھی میٹھی مَدَنی سزادیں، نفس کو تکلیف دیں کہ وہ ذُرُود شریف پڑھے۔ ایک بات جو چند لفظوں میں کہی جاسکتی ہے بعض اوقات ہم اس کو اتنا طول دیتے ہیں کہ سننے والا بھی بیزار ہو جاتا ہوگا اور خود اپنا اعمال نامہ بھی فُضُول باتوں سے پُر ہو جاتا ہے۔

قیامت کا دن اور فُضُول باتیں

سیدنا امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ ”مِنْهَاجُ الْعَابِدِينَ“ میں فرماتے ہیں، ”جب قیامت قائم ہوگی تو زمین تانبے کی اور سخت گرم، سورج آگ برسا رہا ہوگا، ہڈتِ پیاس سے زبَانِ باہر نکل پڑی ہوگی، بخت میں جانے سے روک دیا جائے گا اور فُضُول گفتگو بھرا اعمال نامہ ساری مخلوق کے زور و پڑھ کر سنانا ہوگا۔“ (مِنْهَاجُ الْعَابِدِينَ (مُتَرَجِم) ص ۱۴۲)

قُفْلِ مَدِیْنہ لگانے کا طریقہ

کتنا دشوار معاملہ ہے۔ اے کاش! زبَانِ کا قُفْلِ مَدِیْنہ نصیب ہو جائے۔ خاموشی کی عادت بنانے کیلئے چاہئے کہ انسان کچھ باتیں اشارے سے اور کچھ باتیں لکھ کر کرے۔ ظاہر ہے کہ لکھ کر بات کرنے میں بہت سستی ہوگی۔ وقت بھی چاہے اب اپنے آپ کو یوں سمجھائے کہ چھوڑو بلا ضرورت بات کرتے ہی نہیں۔ اگر کام یا اسلام کی بات ہے تو بے شک کریں بھر حال فُضُول بات سے اپنے آپ کو بچانا ہے۔ اشاروں سے بہت ساری باتیں کرنا ممکن ہے اگر کوئی کرنا چاہے مگر اس کیلئے ذہن بنانا پڑے گا اس کے لئے مہمِ کوشش کرنی ہوگی۔

فُضِّلَ مَدِينَهُ لَكَ يَا

حضرت سیدنا مُوَدِّقُ الْعَجَلِی رَحِمَهُ اللہُ عَلَیْہِ خَامُوشِی کی عادت ڈالنے کیلئے کوشش کرتے رہے۔ یہاں تک کہ بیس سال میں کہیں جا کر انکی خاموشی کی عادت پڑی۔ (تنبیہ المغترین (مترجم) ص ۳۱۱) اور ہماری اصطلاح میں اُن کو زَبَانِ کَا قُفْلِ مَدِیْنَةُ نَصِیْب ہوا۔

فُضِّلَ مَدِينَهُ كَيْلئے سَعَىٰ بِيَوْمِ

یہ ضروری نہیں کہ آج کے ایک ہی بیان میں ہر بات کو ”فُضِّلَ مَدِينَهُ“ لگ جائے۔ بس آپ قُفْلِ مَدِیْنَةُ لَکَ اے دل میں ٹھان لیں اگرچہ ایک بار لگے گا، پھر لگے گا پھر کوئی دوست طعنہ دیگا کہ گونگا ہے، پھر کھل جائے گا، پھر کوئی سمجھائے گا کہ زَبَانِ اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے زَبَان سے بولتا نہیں کیوں گونگا بنتا ہے؟ پھر آپ کا ”فُضِّلَ مَدِينَهُ“ کھل جائے گا۔ بے شک زَبَانِ اللہ عزوجل کی عظیم نعمت ہے اور قُفْلِ مَدِیْنَةُ اسی لئے تو لگایا ہے کہ اس نعمت کا صحیح استعمال کرنا آجائے کہ جو صرف ضرورت ہی کی بات کرے اُسی کو قُفْلِ مَدِیْنَةُ لَکَ والا کہلاتا ہے۔ خواہ لوگ طعنہ دیں، گھر والے مذاق اڑائیں مگر آپ ہمت نہ ہاریں۔ آپ سنجیدہ رہیں گے تو اِنْ شَاءَ اللہ عزوجل راہیں کھلتی جائیں گی۔ موقع کی مناسبت سے کم از کم اپنے مَدَنی ماحول میں تو کم گوئی کی کوشش کریں۔ ممکن ہے کہ مَدَنی ماحول کے بعض اسلامی بھائی بھی قُفْلِ مَدِیْنَةُ کے ذہن کے نہ ہوں اور وہ بھی آپ کا ساتھ نہ دیں۔ لیکن آپ جب عزمِ مَصْمُوم کر لیں گے کہ میرے پیارے پیارے بیٹھے بیٹھے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی بھی بلا ضرورت کوئی لفظ زَبَانِ حَقِّ ترجمان سے نہیں نکالا لہذا اِنْ شَاءَ اللہ عزوجل میں بھی فُضُولِ گوئی سے پرہیز کرنے کی عظیم سنت اپنے اوپر نافذ کر کے رہوں گا اور میں بھی کوئی لفظ بلا ضرورت زَبَان سے نہیں نکالوں گا۔ آپ اچھی طرح اپنا ذہن بنانے کی کوشش فرمائیں کہ ہمارے بیٹھے بیٹھے آقا مدینے والے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے یقیناً کبھی بھی کوئی لفظ بغیر ضرورت زَبَانِ عالی شان سے ادا نہیں فرمایا، نہ بغیر ضرورت کبھی کسی طرف دیکھا، نہ بغیر ضرورت کبھی ہاتھ اٹھائے، نہ بغیر ضرورت کبھی قدم بڑھائے۔

پاؤں توثینے کی دُعا

حضرت سیدنا داؤد علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام دُعا کرتے ہیں کہ، ”یا اللہ عزوجل! اگر میرے پاؤں تیرے ذکر کی مجلس کے علاوہ کسی اور طرف اٹھیں تو ان کو توڑ دے۔ (احیاء العلوم (مترجم) ج ۱ ص ۷۳۶)

اجتماع میں آئے تو بڑا ذہن بنا اور نیت بھی کی کہ **إِنْ شَاءَ اللَّهُ** عزوجل اب تو نمازیں نہیں چھوڑیں گے، ایک مٹھی داڑھی بھی رکھیں گے کیونکہ داڑھی منڈانا اور مٹھی سے گھٹانا دونوں حرام ہیں، انگش بال نہیں رکھیں گے، ہمارے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ ٹوپی شریف پر عمامہ پاک کا تاج سجا یا ہے۔ لہذا ہم عمامہ شریف کا تاج بھی سجائیں گے۔ سنت کے مطابق سفید لباس سلوائیں گے، **إِنْ شَاءَ اللَّهُ** عزوجل اپنے آپ کو سنتوں کا چلتا پھرتا نمونہ بنائیں گے۔ آپ ذہن بنا کر یہاں سے جائیں گے اور اگر آپ کے دوستوں کا ماحول غیر سنجیدہ اور مذاق مسخری اور قہقہے لگانے والا ہے۔ آپ کے دوست کم گوئی نہیں کرتے نمازوں میں سستی کرتے ہیں، ماڈرن ہیں، آپ کے مدنی رنگ میں رنگنے کے جذبات کی حوصلہ افزائی کرنے کے بجائے اگر آپ کا مذاق اڑاتے ہیں پھر تو بڑا مشکل ہے کہ اصلاح کا جو ذہن آپ کا بنا ہے وہ قائم رہ سکے کیوں کہ صحبت ضرور اثر انداز ہوتی ہے۔

صُحْبِ صَالِحٍ تَرَا صَالِحٌ كُنْتُ صُحْبِ طَالِحٍ تَرَا طَالِحٌ كُنْتُ

یعنی

اچھے کی صحبت تجھے اچھا بنا دیگی بُرے کی صحبت تجھے بُرا بنا دیگی

فرینڈ سرکل

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اگر واقعی آپ کا کوئی ماڈرن فرینڈ سرکل ہے تو اپنی اصلاح اور آخرت کی بہتری کے لئے اس سے خلاصی حاصل کرنا ضروری ہے۔ میں نے بہت سے اسلامی بھائی دیکھے ہیں جو مدنی ماحول کی طرف آئے نمازی اور سنتوں کے پابند بھی بنے مگر بالآخر انہیں بُرے دوست لے ڈوبے۔ لہذا ذاتی دوستیوں سے کنارہ کشی ہی میں عافیت ہے۔ ہر وعیز بننے کی صورت بھی یہی ہے کہ آپ ہر ایک سے یکساں سلوک رکھنے کی کوشش کیجئے، سب سے مُسکرا مُسکرا کر ملے اگر کسی ایک کو ذاتی کشش کے باعث آپ نے پکا دوست بنالیا یا یوں ہی تین، چار کا گروپ بنالیا اور انہیں کے ساتھ اٹھنا، بیٹھنا ہے تو اصلاح بڑی مشکل ہے اور اس قسم کا فرینڈ سرکل عموماً دین کا کام بھی نہیں کر پاتا۔ ہاں! آج کل جن کو دین کا کام نہیں کرنا وہ دنیوی دوستی کرتے ہیں یا مخصوص تین، چار اسلامی بھائیوں کی ٹولی بناتے ہیں خوب سیر و تفریح کرتے ہیں، اگر اجتماع میں بھی آتے ہیں تو ساتھ آئے ہیں ایک دوست کا موڈ نہیں تو دوسرا بھی محروم رہ جاتا ہے۔ ایک نے داڑھی بڑھانے کا ارادہ کیا تو دوسرا کہتا ہے کہ بعد میں دیکھیں گے، ابھی تو فلاں مجبوری ہے ابھی تو میری مگنی ہونے والی ہے، نوکری نہیں لگی، جہاں ملازمت کرتا ہوں وہاں کا ماحول اچھا نہیں وغیرہ وغیرہ تو پھر وہ پہلا بھی ارادہ خُک کر دیتا ہے۔

دعائے قفلِ مدینہ

آپ کوشش کیجئے اور زبان پر قفلِ مدینہ لگائیے اللہ تعالیٰ سے دعا بھی کیجئے۔

اللہ عزوجل ! ہمیں کر دے عطا قفلِ مدینہ
 یارب عزوجل ! نہ ضرورت کے ہوا کچھ کبھی بولوں
 محشر میں مجھے ورنہ بڑی ہوگی عداوت
 ہر لفظ کا کس طرح حساب آہ! میں دوں گا
 ہر آن مرے لب پہ رہے ذکرِ مدینہ
 بڑھتا ہے خموشی سے وقار اے مرے بھائی!
 پھتر لئے رہتے تھے ابوبکر ذہن میں
 چپ رہنے میں سوسکھ ہیں، کوئی اس میں نہیں شک
 بولوں نہ فضول اور رہیں نیچی لگا ہیں
 نہ وسوسے آئیں نہ مجھے گندے خیال
 رفتار کا گفتار کا کردار کا دے دے
 دوزخ کی کہاں تاب ہے کمزور بدن میں

ہر ایک مسلمان لے لگا قفلِ مدینہ
 اللہ ! زباں کا ہو عطا قفلِ مدینہ
 اللہ ! زباں کا ہو عطا قفلِ مدینہ
 اللہ ! زباں کا ہو عطا قفلِ مدینہ
 اللہ ! زباں کا ہو عطا قفلِ مدینہ
 اے بھائی! زباں پر تُو لگا قفلِ مدینہ
 اے بھائی! زباں پر تُو لگا قفلِ مدینہ
 اے بھائی! زباں پر تُو لگا قفلِ مدینہ
 آنکھوں کا زباں کا دے خدا عزوجل قفلِ مدینہ
 دے ذہن کا اور دل کا خدا عزوجل قفلِ مدینہ
 ہر عضو کا دے مجھے کو خدا عزوجل قفلِ مدینہ
 ہر عضو کا دے مجھے کو خدا عزوجل قفلِ مدینہ

ایک بزرگ رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ بہت ہی عبرت انگیز ہے کہ وہ کسی کے یہاں مہمان تھے انہوں نے میزبان کے یہاں سے گیہوں کا دانہ اٹھا کر اس کے ٹکڑے کر دیئے۔ غیب سے آواز آئی، ”تیری یہ جُحْرَاتُ کہ تو نے غیر اجازت اس شخص کے گیہوں کو اٹھا کر اس کے ٹکڑے کر دیئے!“ فوراً انہوں نے چھری اٹھائی اور اپنا ہاتھ کاٹ ڈالا جس سے دو ٹکڑے کئے تھے۔

(آسرار الاولیائے مرقوم ص ۱۰۷)

ڈیکوریشن کی دریاں

اللہ والوں کو اس طرح بڑے مرتبے بھی ملتے ہیں۔ اب آپ بھی غور فرمائیں کہ اجتماع میں بیٹھے بیٹھے دریوں کے کتنے دھاگے نوچے! دریاں کسی ڈیکوریشن والے کی ملک ہیں ڈیکوریشن والے دریاں بیٹھنے کیلئے کرائے پر دیتے ہیں آپ اگر اس کے دھاگے نوچیں گے یا کچھڑا لوڈ کریں گے یا کسی طرح سے گندی کریں گے تو گنہگار ہوں گے۔ اگر دریا کا ایک بھی دھاگہ کسی نے نوچا تو ظاہر ہے کہ اس نے حق العبد تلف کیا، بندے کا حق مارا اور قیامت کے روز ہو سکتا ہے کہ اس دھاگے کو نوچنے کی وجہ سے ڈیکوریشن والے کو اپنی بہت ساری نیکیاں آپ کو دینی پڑ جائیں۔ اسی طرح بعض لوگ قناتوں اور شاد میاںوں کو زمین پر بچھا کر اوپر چلتے، بیٹھتے، نماز پڑھتے یا کھانا شروع کر دیتے ہیں یہ بھی اس کے مالک کی حق تلفی ہے اُس نے کاموں کیلئے کرائے پر دیا ہی نہیں ان کو بچھانے اور ان پر بیٹھنے اور کھانے پینے سے یہ میلے ہوں گے اور قناتوں کے بانس وغیرہ کی ٹوٹ پھوٹ بھی ہو سکتی ہے لہذا کسی کی اشیاء کو بہت احتیاط سے استعمال کرنا چاہئے۔ حقوق العباد کا معاملہ بہت سخت ہے۔ ﴿اس موضوع پر امیر اہلسنت وامت برکاتہم العالیہ کی تحریر بیان ”ظلم کا انجام“ مکتبۃ المدینہ سے حاصل کر کے پڑھئے۔ حساس دل پڑھ کر لرز اٹھتے ہیں﴾ اور جس کی حق تلفی کی اس سے مُعاف کروانا ضروری ہے۔ یہاں تک کہ ڈیکوریشن والے کا مزدور بھی مُعاف نہیں کر سکے گا اُس کے اصل مالک سے مُعاف کروانا ہوگا اگر اُس کے سامان کو نقصان پہنچا تو وہ وُصول کر سکتا ہے۔

ہاتھوں کا بھی قفلِ مدینہ لگنا چاہے کہ یہ کسی کی چیز کو نقصان نہ پہنچائیں کسی پر ظلم نہ کریں، کسی کو شہوت کے ساتھ نہ چھوئیں، اگر شہوت آتی ہو تو اُتر دے ہاتھ نہ ملائیں، غیر عورت کو بغیر شہوت کے بھی ہاتھ مس نہیں ہونا چاہئے، کسی کی ایسی جگہ ہاتھ یا جسم کا کوئی حصہ نہ لگے جس سے آپ کے جذبات اُبھریں، بھیڑ میں معاذ اللہ لوگ ایک دوسرے کے پیچھے چپکے ہوئے ہوتے ہیں اس میں سخت فتنے اور گناہ کا قوی اندیشہ غیر متد مسلمانی کو فوراً اجدا ہو جانا چاہئے اور اس طرح کی قطار میں بھی ہرگز شامل نہیں ہونا چاہئے اگر شہوت آنے کے باوجود اپنے آپ کو الگ نہ کیا تو گنہگار اور عذابِ جہنم کا حقدار ہے۔ یوں ہی اسکوٹر پر اُتر دے کے ساتھ ڈبل سواری ہرگز نہ کریں خواہ اُتر دآگے ہو پیچھے کہ آگے آگے اور پیچھے دونوں طرف سے یکساں جلاتی ہے۔ بلکہ غیر اُتر دے کے ساتھ بھی ڈبل سواری کے موقع پر غور کر لیں کہ دل کی کیفیت کیا ہے۔ اور اسکوٹر پر تین سواریاں تو قانوناً، اخلاقاً ہر طرح سے بُرا ہی بُرا ہے۔ بہر حال شریعت نے جس کو چھو نے سے منع کیا ہے اس کو نہ چھوئیں، جس کو پکڑنے سے منع کیا ہے اس کو نہ پکڑیں۔ اس طرح ہر عضو کا قفلِ مدینہ لگنا چاہئے۔ ہمارے اسلاف رحمہم اللہ تعالیٰ نے تمام اعضاء کا قفلِ مدینہ لگایا تھا یعنی وہ اپنے رُوئیں رُوئیں کو نافرمانیوں اور گناہوں سے بچاتے تھے اور خطا ہو جانے پر توبہ کرتے تھے اور بسا اوقات اپنے آپ کو ایسی ایسی سزائیں دیتے کہ عقلیں حیران رہ جاتی ہیں، جس کی چند مثالیں بیاں کر چکا اور مزید سماعت فرمائیں۔

پگھلا ہوا سیسہ کانوں میں

ایک بزرگ رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ بھی انتہائی عبرت انگیز ہے آپ تشریف لے جا رہے تھے کہ کان میں کہیں سے بَین (میت پر چلا کر رونا) کی آواز پڑی تو اس کو سن لیا (جیسے آدمی جا رہا ہے گانا بج رہا ہے لیکن کبھی توجہ سے سُن بھی ڈالتا ہے پھر یاد آتا ہے کہ نہیں سننا چاہئے مگر جو قصداً سن لیا وہ حُرْم ہو گیا، توبہ کرنا ہوگا) بہر حال اُنہوں نے بَین سُن لیا، ان کو بڑا صدمہ ہوا، اتنا صدمہ ہوا کہ یہ اپنے گھر تشریف لائے اور سیسہ (ایک دھات کا نام) اپنے کانوں میں اُنڈیل لیا۔ (اَسْرار الاولیاء (مُتْرَجْم) ص ۱۰۷)

میٹھے میٹھے اسلام بھائیو! دیکھا آپ نے! ہمارے بزرگانِ دین رحمہم اللہ تعالیٰ اپنے کانوں کا کس قدر مضبوط قفلِ مدینہ لگاتے تھے کہ کانوں نے غلطی سے نہ سننے کی چیز سُن لی تو دُنیا ہی میں ان کو سزا دے دی۔ آہ! حرام سننے کا عذاب بروز قیامت برداشت نہیں ہو سکے گا۔ حدیثِ پاک میں ہے، ان آوازوں (یعنی جن کا سننا حرام ہے) پر جو کان لگائے گا تو قیامت کے دن اس کے کانوں میں پگھلا ہوا سیسہ بھرا جائے گا۔

اے! ہر گھر میوزک سینٹر

اے عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کادم بھرنے والو! ذرا سوچو تو سہی کہ جن کی محبت کادم بھر رہے ہیں ان کو موسیقی سے اتنی نفرت کہ اس کی آواز سے بچنے کیلئے کانوں میں انگلی ڈال لیں اور تمہاری موسیقی سے محبت کا عالم یہ ہے کہ ریڈیو سے جی بھر گیا تو تم نے T.V لا کر گھر میں رکھ دیا اب طرح طرح کی موسیقیاں ہی نہیں تمہیں بے حیا عورتیں بھی ناچتی نظر آئیں اور ملک بہ ملک کا ناچ دیکھنے کا شوق پیدا ہوا تو ڈش اینڈینا کا سہارا حاصل کیا۔ اب طرح طرح کے گندے اور فحش ڈرامے دیکھنے لگے گلی گلی میوزک سینٹر قائم کر دیئے نہیں نہیں!! بلکہ آج ہر گھر میوزک سینٹر بنتا جا رہا ہے۔ کونسا گھر ایسا ہے جس سے موسیقی کی آواز بلند نہیں ہوتی؟

إِلَّا مَا شَاءَ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ۔ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم میوزک کی آواز پر مبارک انگلیاں اپنے مقدس کانوں میں ڈال دیں اور تم اپنے گھروں میں بڑے بڑے ڈیک (Deck) لگا کر خوب گانے سنو، انگلش موسیقی سنو۔ تمہاری محبت کس طرح کی محبت ہے! تمہارا عشق کس طرح کا عشق ہے! ذرا بتاؤ تو سہی۔ چلو اپنے آپ ہی کو سمجھا دو اور ایسے آلات کو جو تمہیں موسیقی سناتے ہیں آج ہی اپنے گھروں سے نکال باہر کرو کہ ان آلات نے نہ صرف تم کہ نہ صرف تمہارے گھر کے ماحول کو بلکہ سارے معاشرے کو تباہ و برباد کر کے رکھ دیا ہے! (مزید معلومات کے لئے امیر اہلسنت کا تحریری بیان ”گانے باجے کی ہولناکیاں“ پڑھئے اور خوف خداوندی سے لرزئے)

ہر عضو کا قتل مدینہ

میوز پیادے پیادے میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! بس ہمت کیجئے اور اپنے تمام تر اعضاء پر قتلِ مدینہ لگا کر ان کو گناہوں سے بچانے کا ذہن بنائیے۔ مفتی احمد یار خان نعیمی ”نور العرفان“ میں فرماتے ہیں، ”مسلمانوں کا مل جل کر توبہ کرنا زیادہ قبول ہے۔“ (۱۸ سورہ نور زیر آیت ۳۱) مل جل کر آج توبہ کر لیجئے کہ جتنے پچھلے گناہ ہوئے ان سے توبہ اور آج سے اِنْ شَاءَ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ ہم بچنے کی بھرپور کوشش شروع کرتے ہیں اور نیت کرتے ہیں کہ آج کے بعد ہماری کوئی نماز قضاء نہیں ہوگی..... رَمَہان کا کوئی روزہ قضا نہیں ہوگا..... فلمیں ڈرامے نہیں دیکھیں گے..... خبی الامکان زبان پر قتلِ مدینہ لگائیں گے..... ہاتھوں پر قتلِ مدینہ کانوں پر قتلِ مدینہ زبوں پر قتلِ مدینہ لگائیں گے اِنْ شَاءَ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ۔

﴿جب کبھی امیر اہلسنت دامت برکاتہم العالیہ بیان کے آخر میں مدنی نیتیں کرواتے ہیں

تو حاضرین اِنْ شَاءَ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ کے فلک شگاف نعروں سے جواب دیتے ہیں﴾

دوزخ کی کہاں تاب ہے کمزور بدن میں ہر عضو کا عطار لگا قتلِ مدینہ

زبان کے فضلِ مدینہ کے بارہ مَدَنی پھول

- مدینہ ۱** ﴿ سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جو چُپ رہا اُس نے نجات پائی۔ (ترمذی)
- مدینہ ۲** ﴿ انسان کے سرگناہوں کا بوجھ لدوانے میں زَبان سب اعضاء سے بڑھ کر ہے۔
- مدینہ ۳** ﴿ یاد رکھئے! بروزِ قیامت ایک ایک لفظ کا حساب دینا پڑے گا۔
- مدینہ ۴** ﴿ حُجَّۃُ الاسلام امام محمد غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں، جو بات ایک لفظ میں ادا کی جاسکتی ہو وہ اگر دو یا تین الفاظ میں کہی تو جتنے الفاظ زائد ہیں وہ فضول اور وبال ہیں (لہذا کم سے کم اور پئے ٹکے الفاظ میں گفتگو نمٹانے کی عادت بنائیں۔)
- مدینہ ۵** ﴿ ہر وہ بات فضول ہے جس میں نہ دین کا فائدہ ہو نہ دُنیا کا۔
- مدینہ ۶** ﴿ ہمارے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی بھی بلا ضرورت کوئی لفظ زَبانِ اقدس سے نہیں نکالا۔ ہاں اچھی اچھی باتیں کرنا سُنّت ہے۔
- مدینہ ۷** ﴿ کم گوئی کی عادت بنانے کیلئے جہاں جہاں ممکن ہو بولنے کے بجائے اشارے سے یا لکھ کر بات کرنے کی کوشش کیجئے۔
- مدینہ ۸** ﴿ خاموش رہنے کے لئے سَیِّدُنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ منہ میں پتھر لئے رہتے تھے ہو سکے تو آپ بھی سُنّتِ صدیقی ادا کرتے ہوئے روزانہ 12 مَنٹ منہ میں اتنے جُم کا پتھر رکھتے کہ اسے باہر نکالے بغیر گفتگو کرنا ممکن نہ ہو۔ پتھر کو روزانہ دھولیا کریں۔ پتھر میں معمولی سی بھی شکستگی نہ ہو ورنہ میل جمع ہوگا اور ایسا پتھر منہ میں رکھنا مُضرِ صحت ہے۔
- مدینہ ۹** ﴿ آپ خاموشی کی عادت ڈالنے کی کوشش کریں گے تو شاید اس طرح آزمائش ہو سکتی ہے کہ آپ کا مذاق اڑے، یا تنقید ہو، اگر آپ ہمت ہار گئے یا غصہ کر بیٹھے تو شیطان خوش ہوگا، لہذا صبر سے کام لیں۔
- مدینہ ۱۰** ﴿ ممکن ہے آپ کے لئے خاموشی کی عادت ڈالنا کٹھن ثابت ہو مگر ہمت نہ ہاریں۔ بار بار کوشش کریں ہو سکتا ہے کسی ایک دن فضول گوئی سے بچنے میں کامیاب ہو جائیں مگر ہو سکتا ہے پھر کئی روز تک خاموشی نصیب نہ ہو مگر پھر کوشش کریں..... پھر کوشش کریں..... پھر کوشش کریں اِنْ شَاءَ اللہ عزوجل کبھی تو کامیابی حاصل ہو ہی جائے گی۔ نیت صاف منزلِ آسان
- مدینہ ۱۱** ﴿ جب بولنے کو جی چاہے تو غور کر لیا کریں کہ اس بات میں کوئی فائدہ بھی ہے یا نہیں۔ اگر بولے بغیر بھی گزارہ ہو سکتا ہو تو اتنی دیر تک دُڑ دُشرف پڑھ لیں۔ شیطان اپنا سر پیٹ لے گا اور جب کوئی غیر ضروری بات منہ سے نکل جائے تو بطورِ کفارہ فوراً دُڑ دُشرف پاک پڑھ لیا کریں۔
- مدینہ ۱۲** ﴿ رات سوتے وقت اگر غور کر لیا کریں کہ آج میں نے کون کون سی غیر ضروری بات کی پھر غیر ضرورت باتوں پر اپنے آپ کو ملامت کریں اس طرح بھی خاموشی کی عادت بنانے میں اِنْ شَاءَ اللہ عزوجل مدد ملے گی۔ آہ! وہ شخص بھی کتنا بدنصیب ہوگا جو صرف زَبان کی بے احتیاطیوں کے سبب داخلِ جہنم ہوگا۔ واقعی اس سے تو گونگا ہی بھلا!

آنکھوں کے قفلِ مدینہ کے 12 مدنی پھول

- ﴿مدینہ ۱﴾ ہمارے بیٹھے بیٹھے آقا صلی اللہ علیہ وسلم شرم و حیا سے اکثر نگاہیں نیچی کئے رہتے تھے۔
- ﴿مدینہ ۲﴾ بلا ضرورت ادھر ادھر نظریں گھمانا سنت نہیں ہے۔
- ﴿مدینہ ۳﴾ جس سے بات کر رہے ہیں اُس کے چہرہ پر نظر گاڑنا سنت نہیں۔
- ﴿مدینہ ۴﴾ گفتگو کرتے وقت بھی نگاہیں نیچی رکھنے کی عادت بنائیں۔
- ﴿مدینہ ۵﴾ گاڑی میں سفر کے وقت احتیاط فرمائیں کہ آنکھیں فحش تو فحش فضول نظاروں میں بھی مشغول نہ ہوں۔
آنکھ اٹھتی تو میں جھنجھلا کے پلک سی لیتا دل بگڑتا تو میں گھبرا کے سنبھالا کرتا
- ﴿مدینہ ۶﴾ اجنبیہ عورت کو دیکھا یا امر و کوشہوت کے ساتھ دیکھنا حرام ہے۔ ”مُكَاشَفَةُ الْقُلُوبِ“ میں ہے، جس نے اپنی آنکھ کو حرام سے پُر کیا اللہ عزوجل بروز قیامت اُس کی آنکھ کو آگ سے بھر دے گا۔
- ﴿مدینہ ۷﴾ نگاہوں کو قابو کرنے کیلئے قفلِ مدینہ کے عینک کا استعمال مفید ہے۔ اسے بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ دونوں Glasses کے اوپری ایک تہائی حصہ گرینڈر سے گھسائی کروالیں یا اتنے حصے پر Tape لگالیں۔
- ﴿مدینہ ۸﴾ جس وقت قفلِ مدینہ کا عینک پہنا ہوا اُس وقت نگاہیں نیچی رکھیں اگر بار بار اوپر دیکھیں گے تو ہو سکتا ہے سر اور گردن میں دُور دھو جائے بلکہ ایچ اے ائی دونوں میں کچھ دُور دھونے کا امکان ہے۔ عادت ہو جانے کی صورت اِنْ شَاءَ اللہ عزوجل میں دُور نہیں ہوگا۔
- ﴿مدینہ ۹﴾ اس کی عادت بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ ایچ اے اے چار دن صرف 12 منٹ پہنیں پھر رفتہ رفتہ وقت بڑھاتے جائیں۔
- ﴿مدینہ ۱۰﴾ جب قفلِ مدینہ کا عینک پہنیں تو Glasses کے گھسے ہوئے حصے پر نظر ڈالنے کی کوشش نہ کریں کہ آنکھوں کے لئے نقصان دہ ہے۔
- ﴿مدینہ ۱۱﴾ Glass پر اُنکلی وغیرہ لگے سے دھبہ ہو جائے تو صاف کئے بغیر نہ پہنیں۔
- ﴿مدینہ ۱۲﴾ گاڑی چلاتے ہوئے قفلِ مدینہ کا عینک ہرگز نہ پہنیں۔

یا الہی! رنگ لائیں جب مری بے باکیاں اُن کی نیچی نیچی نظروں کی حیا کا ساتھ ہو